ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ | شمارہ نمبر ۳۷

جمعۃ المبارک | یکم ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ
۶۵ روپے
ششماہی
۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط و کتابت: ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

27/37
23/37

ہندوستانی مسلمان اور اسلامی ممالک کا فرض

عید کے پرمسرت موقع پر ہندوستانی مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی اور جس طرح ان کے لہو سے ہندو غنڈوں اور قانون کے محافظوں کی ملی بھگت سے ہولی کھیلی گئی وہ اب رازِ سربستہ نہیں۔ یہ سلسلہ مرادآباد کی جامع مسجد عیدگاہ سے شروع ہوکر ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھیلتا گیا اور ہنستے نوجوان بوڑھے عورتیں اور معصوم بچے نشانۂ ظلم و ستم اور کشتۂ غیض و غضب بنتے گئے اور تادمِ تحریر بھی یہ خونیں شب و روز ختم ہونے میں نہیں آتے۔

ہندوستانی مسلمانوں پر یہ مظالم کوئی نئے نہیں ڈھائے گئے بلکہ ہندو غنڈوں کا آئے دن کا مشغلہ ہی یہ رہ گیا ہے اور اس شبہ کو اب تقویت ملتی جارہی ہے کہ یہ سب کچھ اس حکومت کی اشیرباد سے ہوتا ہے جو اپنے آپ کو جمہوریت کی سب سے بڑی داعی اور سیکولر کی عظیم علمبردار کہتے ہوئے نہیں تھکتی۔ بھارت سرکار دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یوں تو ایک عدد بھارتی صدر یا نائب صدر بھی مسلمان کو بنا کر شو پیس کا کام لیتی ہے اور چند خوشامد پسند سرکار پرست نام نہاد مسلمانوں کو ٹوٹی پھوٹی وزارتوں میں بھی لے لیا جاتا ہے، لیکن عمومی طور پر آئے دن مسلمانوں کو ظلم و ستم اور جور و جبر کی چکی میں پستے بہنے کے انسداد کی کوئی تدبیر نہیں کی گئی۔

ہندوستان میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ ان کے علاوہ سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ چھوٹی چھوٹی اقلیتیں بھی موجود ہیں اور خود ہندو اکثریت میں ذات پات کا ایسا سلسلہ ہے جس میں اپنے ہی ہم مذہب انسانوں سے نفرت و حقارت کی جاتی ہے، مگر کبھی سننے میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسری اقلیت کو اس طرح سے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے اور نیست و نابود کر دینے کی کوششیں کی گئی ہوں جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔

مسلمانوں پر مظالم کو حکومت ہند فرقہ وارانہ فساد کا نام دے کر دنیا کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہے اور یہ شور مچایا جاتا ہے بلکہ بھارت کے اندرونی حالات

سے بے خبر لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ دو فریقوں کے مابین برابر کی سطح کا تصادم اور آویزش ہے، جس میں طرفین کا تقریباً برابر کا زیاں ہوتا ہے۔

زبانی کلامی تو ہندوستانی نیتا ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں کے لئے ایک قوم ایک قوم کا راگ الاپتے رہتے ہیں، لیکن عملاً ایسے انسانیت سوز مظاہرے عمل میں آتے ہیں کہ بھارتی حکمرانوں کے جھوٹے دعوؤں کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ جاتا ہے۔ مگر بقول بھارتی رہنماؤں کے بھارت میں بسنے والے تمام افراد ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہیں تو کیا کوئی قوم اپنی ہی قوم کے ایک حصے کے لئے اس طرح آفت جاں اور بلائے ناگہانی ثابت ہوتی ہے کہ اس کے بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور نوجوانوں کو بے دردی اور سنگدلی سے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ اگر کسی مسلمان ملک کے عوام اپنے مظلوم بھائیوں کے حق میں صدائے احتجاج بلند کریں اور بہیمانہ کرتوتوں پر نفرین کریں تو وہ بھی بھارتی حکمرانوں کی طبع نازک پر گراں گذرے۔

بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کا حکومت پاکستان پر ہندوستان میں مداخلت کا الزام لگانا اسی سلسلے کی کڑی ہے اور یہ سب کچھ ہمارے دبوپن، ضعف ایمانی اور بے جا خدشات کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم سرکاری سطح پر اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے اپنی بھرپور توانائیوں کے ساتھ مقدور بھر کوشش و احتجاج کریں اور دیگر برادر اسلامی ملکوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں تو اندرا گاندھی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا کردار ادا کرے۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہماری پُر اسرار خاموشی بھارتی وزیراعظم اور اس کے ہمنواؤں کو حوصلہ بخشتی ہے۔ اور وہ الٹا ہم سے شکوہ شکایت سے بڑھ کر احتجاج تک کرنے سے نہیں چوکتے، بلکہ صریح الزامات لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پاکستان میں بھی غیر مسلم اقلیتیں موجود ہیں اور ہندو بھی پاکستان میں بس رہے ہیں، لیکن ۳۳ سال کے طویل عرصے میں کسی ہندو اور دیگر اقلیتوں کے کسی ایک فرد کی بھی نکسیر پھوٹی، اس کے برعکس ہندوستان میں مسلمانوں پر مظالم روزمرہ بنتے جارہے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ بعض اسلامی ممالک بھی ہندوستان کے اس پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ فساد ہے اور اس میں نہ تو حکومت کا ہی کوئی ہاتھ ہے اور نہ ہی ہندو محض زیادتی کر رہے ہیں۔ یہ پروپیگنڈا اس تکنیک سے کیا جاتا ہے کہ جھوٹ اور سچ میں تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ ہم برادر اسلامی ممالک سے پُرزور اپیل کریں گے کہ وہ اپنے پندرہ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کو محض ان کی قسمت اور حالات کے حوالے نہ کریں، بلکہ اخوت اسلامی کا ثبوت دیتے ہوئے ہندوستان کے حکمرانوں سے یہ پوچھیں کہ آخر وہ کس جرم کی پاداش میں ہمارے ان کلمہ گو بھائیوں کو تہ تیغ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ساری دنیا کے اسلامی ممالک پر بالعموم اور پاکستان پر بالخصوص یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ جہاں قبرص، فلسطین، فلپائن، جنوبی افریقہ اور اب افغانستان کے مسلمانوں کے مصائب و آلام پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور اپنی سی کوشش بھی کرتے ہیں کہ ان مسلمانوں کو ان مظالم سے نجات مل جائے وہاں ہندوستان اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے، اور کام عوامی اور سرکاری سطح پر بلا خوف لومۃ لائم کرنا چاہئے تاکہ ہمارا ضمیر بھی ہم سے مطمئن ہو اور خدا کے یہاں بھی ہم سرخرو ہوں۔

۸۰/۹/۱۰

اسلامی معاشرہ

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پوری انسانیت کے لئے رحمت تمام اور چشمہ نور و بصیرت کا مقام رکھتی ہے۔ انسانی زندگی اور معاشرے کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جس کو اس عظیم محسن انسانیت اور معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم نے رشد و ہدایت کی روشنی سے منور نہ کیا ہو۔ جس طرح اسلام صرف عبادت و ریاضت یا ترک دنیا کے فلسفہ میں محدود روایتی مذہب نہیں ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس محض صوم و صلوٰۃ کے درس و تدریس و ترغیب تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ شہرہ آفاق نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کردار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی زندگی اور عاقبت کے ایک ایسے ہمہ گیر مفہوم سے عبارت ہے۔ جہاں بندے کو اپنے معبود حقیقی کی عبادت، اس کی مکمل اطاعت و خوشنودی کے معنی میں کرنے کے ساتھ ساتھ کائنات میں ایک اچھے انسان، متمدن معاشرے کے ایک باشعور فرد اور اپنے ملک کے ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے جینے کا سلیقہ سکھانے کا جذبہ بھی موجود ہے۔ اگر پیغمبر اسلام حضرت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو اور اسوۂ رسول ذریعہ پیروی بن جائے تو انسان کی انفرادی زندگی میں ہی دنیاوی کامرانی کے دروازے کھل جاتے بلکہ اجتماعی زندگی پورے معاشرہ اور دنیا بھر میں انقلابی انقلاب اپنے عظیم مقاصد کے ساتھ برپا ہو جاتا۔ آج کی دنیا میں کوئی ملک کسی ملک یا قوم کے خلاف نسل کشی کی مہم چلاتا ہے تو انسانی حقوق بین الاقوامی منشور میں مظلوم اپنے تحفظ کی ضمانت تلاش کرتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں یہ اصول پوری طرح واضح فرما دیے ہیں۔ آج کوئی جارحیت پسند ملک کسی ہمسایہ ملک کا حق غصب کرکے بیٹھ جاتا ہے تو اقوام عالم کی سلامتی کونسل کے دروازے پر دستک دی جاتی ہے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مواقع پر اپنے دست و بازو اور صحیح حکمت عملی پر بھروسہ کرنا سکھاتی ہے۔ عہد حاضر میں کسی جگہ خوش خلقی اور حسن کلام کا ذکر چھڑتا ہے تو اس کا سارا فائدہ مغربی تہذیب و تمدن کو سونپ دیا جاتا ہے۔ حصول علم، ہنرمندی کی قدر افزائی۔ سماجی بھلائی کے کاموں کی انجام دہی، تجارت میں ذہانت اور معاہدات میں صداقت پرستی اور معاملہ فہمی کی بات نکلتی ہے تو بھی یورپی سوسائٹی کو اس کا کریڈٹ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ صحیح صورت حال یہ نہیں ہے۔ نہ جانے ہم نظریات اور اپنے افکار کو غلط ملط کیوں کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جدید دنیا کو یہ تمام خوبیاں اسلام کے چودہ سو سالہ قبل آئے ہوئے انقلاب کی عطا کردہ ہیں اور چشم بصیرت وا کرکے دیکھنے والے ان تمام افکار و نظریات کو حضور رسولتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس میں باآسانی تلاش کر سکتے ہیں جن کی تعلیمات ماضی کی طرح ہمارے مستقبل میں بھی پوری طرح مفید اور بیش قیمت ہیں۔ یہاں صرف چند ایسی چند تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے جن کا بیشتر تعلق اخلاقیات۔ سماجی زندگی اور روزمرہ کے مشاغل انسانی سے ہے۔ آج ہم قومی اعتبار سے ذہنی و فکری بحران سے گذر رہے ہیں اور نظری و فکری آویزش نے صحیح اور غلط کو علیحدہ علیحدہ کرنا قریباً ناممکن کر رکھا ہے۔ ایسی صورت میں یہ ارشادات رسول تمام کے تاریک اور مایوس ذہنوں کو ایک نئی جلا اور روشنی عطا کر سکتے ہیں۔

ارشاد نبوی ہے: بیشک جن کو نرم روی کا ایک حصہ عطا کر دیا گیا تو گویا اس کو دین و دنیا کی بھلائیاں دے دی گئیں۔ صلہ رحمی، خوش خلقی ہمسائیگی یہ اوصاف میں

جو بستیوں کو آباد کرتے ہیں۔

کتاب "ترغیب و ترہیب" میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ کے بارے میں یہ قول منقول ہے:

"بہترین صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم سیکھے اور پھر دوسرے مسلمان بھائی کو بھی سکھائے۔"

جامع صغیر العسکری فی الصحابہ میں یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا گیا ہے:

"علم حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے مُردوں کے درمیان زندہ۔"

ابوداؤد میں یہ فرمانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے:

"جن سے تم علم سیکھتے ہو ان کی تعظیم کیا کرو۔"

جامع صغیر، البزار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غیر معمولی اظہارِ حقیقت موجود ہے:

"جب کسی طالبِ علم کو حصولِ علم کی جدوجہد کے درمیان موت آجائے تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔"

صحیح بخاری میں یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علم و معلم کے اسلامی نقطۂ نظر کی ایک اور روشن مثال ہے:

"خدا کی قسم اگر تمہاری ہدایت سے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

ترمذی اور ابوداؤد میں صاحبانِ علم و دانش کے مقام و مرتبہ پر یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے:

"صاحبِ علم کی فضیلت عابدوں پر ایسی ہی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔"

جامع صغیر میں مشورہ باہمی کی افادیت پر فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا گیا ہے:

"عقلمند شخص سے مشکل معاملات میں مشورہ حاصل کرو تم صحیح راستہ پر چلوگے۔ اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ ندامت ہوگی۔"

صحیح بخاری، مسلم شریف اور ترمذی میں یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں طور پر درج ہے:

"جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔"

جنگ کے میدان میں اور اس کے بعد دونوں صورتوں میں مسلمانوں پر انسانی ضابطہ اخلاق کی ذمہ داری پیغمبر اسلام نے برقرار رکھی ہے اور تجاوز کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ ابوداؤد میں یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہے:

"جہاد میں عورت کو، خادم کو قتل مت کرو۔"

خدا کی قسم، اگر تمہاری ہدایت سے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

ترمذی میں منقول ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو یہ ہدایت خصوصی طور پر فرماتے:

"بدعہدی نہ کرنا، مُثلہ نہ کرنا یعنی لاشوں کے ناک کان کاٹ کر بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔"

ترمذی میں ہی یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت کسی مقام پر پہنچتے تھے تو شب خون نہیں مارتے تھے اور صبح ہونے کا انتظار کرتے تھے۔

ابن ماجہ اور مسند احمد میں یہ قول فیصل تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قابلِ تقلید ہونے کی واضح مثال ہے:

"جب ایک شخص کو تم اپنی جان کا امین بناؤ تو کسی حالت میں بھی اس کو قتل نہ کرو۔"

ترمذی میں پناہ دینے اور معاہدۂ سلامتی کرنے کی قدر و قیمت پر ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قابلِ بیان ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی ایک غیر مسلم کو قتل کر دے جس سے خدا اور رسولؐ کی طرف سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہے تو اس نے خدا کی دی ہوئی ذمہ داری کو توڑ دیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا جبکہ اس کی خوشبو ستّر سال کی مسافت سے آتی ہے۔

جارحیت اور مفتوح قوم کے افراد پر ظلم و تعدی کے خلاف تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دہرایا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال نہیں کیا کہ تم اہلِ کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ اور ان کی عورتوں کو مارنا نہ ان کے پھلوں کو کھانا۔ جب لوگ وہ حقوق ادا کرتے ہیں جو ان پر تمہاری طرف سے واجب ہیں۔

مشکوٰۃ اور موطا مالک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادق منقول ہے:

جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دین و دنیا کے لئے رحمت خداوندی بن کر تشریف لائے اس لئے ان کی عملی زندگی اور تعلیمات کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس میں انسانیت کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبۂ صادق

موجود نہ ہو۔ سلامتی، امن اور صلہ رحمی کے اس بہترین مذہب نے بھی نوع انسانی کو بھائیوں کی طرح مل جل کر رہنے کا سبق دیا ہے۔ یہی نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال صادق میں موجود ہے۔ جامع صغیراور ابن النجار کے حوالہ سے یہاں ایک مثال کافی ہے۔

فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جو
تم سے قطع رحمی کرے اس کے
ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ
اور ہمیشہ حق بات کہو اگرچہ وہ
تمہارے خلاف ہی ہو۔

اخلاقیات کا درس اسلام سے بہتر کسی دوسرے مذہب نے نہیں دیا۔ اخلاق و پاکیزگی کا اسلامی مفہوم کسی دوسرے مذہب کے قوانین معاشرت میں ڈھونڈے نہیں ملتا۔ طہارت اور پاکیزگی کی طرح اخلاق انسان کی اصلاح بھی اسی دین کامل میں اپنے ہمہ گیر معانی و مطالب میں موجود ہے اور یہی تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نمایاں خصوصیت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا مسند احمد میں منقول ہے:

"میرے نزدیک تم سب میں
پسندیدہ لوگ وہی ہیں جو تم
میں اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہیں"

مسند احمد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اور ارشاد گرامی مروی ہے:

بیشک جس کو نرم روی کا ایک
حصہ عطا کر دیا گیا گویا اس کو دین و
دنیا کی بھلائیاں دے دی گئیں اور صلہ رحمی و
خوش خلقی اور خوش ہمسائگی ایسے
اوصاف ہیں جو بستیوں کو آباد کرتے
ہیں۔"

صحیح بخاری و ترمذی میں یہ حدیث منقول ہے:

دو چیزیں ایسی ہیں جو ایک مومن
میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک
بخل اور دوسری بداخلاقی"

طبرانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:۔

"قیدیوں کے ساتھ اچھائی
سے پیش آؤ (اچھا سلوک کرو)۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں غریبوں کے والی یتیموں کے ملجا، کمزوروں کے ماویٰ، محنت کشوں کے سرپرست اور خلق خدا کے ہر طبقے کے لئے رحمت عالم بن کر تشریف لائے۔ معاشرتی عدل کی خشت اول خود اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ سماجی انصاف کا علم اپنے ہاتھوں سے بلند کیا۔ خدائے واحد کی تابعداری کا درس دیتے ہوئے عبد کو معبود حقیقی کی خوشنودی کا سبق سمجھایا اور انسانی زندگی میں عدل و انصاف، مساوات اور پاکیزگیٔ نفس کی اہمیت سے باخبر کیا۔ حضرت کے اقوال و افکار میں آجر و مزدور بندہ و آقا اور امیر و غریب کے درمیان عدل و مساوات کے اسلامی نقطۂ نظر کی جگہ جگہ وضاحت کی ہے۔ یہاں ایک دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ مسلم شریف میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے کہ

"اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم
خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو
تم خود پہنتے ہو۔"

مسند احمد میں یہ ارشاد ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا:

"نماز کی حفاظت کرو اور غلاموں
(ماتحتوں) کے بارے میں
اللہ سے ڈرو۔

صحیح بخاری میں ایک جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قول منسوب ہے کہ:

جس شخص نے اپنے غلام کو
تہمت لگائی حالانکہ وہ بے گناہ
ہے تو قیامت کے دن اس
پر درّے لگائے جائیں گے۔
ہاں البتہ اگر اس نے سچ کہا ہے
تو پھر یہ سزا نہیں ہے۔"

مسند احمد ہی میں تجارت میں ملاوٹ کے خلاف آقائے دوجہاں کا یہ سخت انتباہ موجود ہے۔

"میں اپنی امت پر دودھ میں
دھوکہ سے ڈرتا ہوں۔ دودھ
کا دودھ آسانی سے نہیں پہچانا
جا سکتا۔

ایک اور حدیث مسند احمد سے ہی ماخوذ ہے۔ فرمایا آقائے دوجہاں نے:

جھوٹی قسم بظاہر مال کو تو بکوا
دیتی ہے، لیکن انجام کے اعتبار
سے آمدنی کی برکت ختم کر دیتی ہے۔

بیہقی میں قرض سے متعلق اور اس کے نقصانات بہاں معمرات میں خیر البشر کا ایک انمول مشورہ افراد نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

تم قرض لینے سے پرہیز کرو کیونکہ
قرض رات میں غم کا سبب ہے
اور دن کو رسوائی کا۔

مسند احمد میں منقول ہے کہ آقائے دوجہاں نے جن کے علم میں اپنے خالق حقیقی کی خوشنودی سے کائنات کے بہت خزانے تھے خود اپنے بارے میں یہ نکتۂ دانش و حکمت ارشاد فرمایا۔ جس میں انسانی زندگی کے لئے سادہ اور مسرت و طمانیت کے گنجہائے گرانمایہ پوشیدہ ہیں: "جس چیز کے پیسے میرے پاس نہیں ہوتے اسکو کبھی بھی نہیں خریدتا۔

والدین اور بزرگوں کو قدامت پسند، رجعت پسند ذہنی اعتبار سے از کار رفتہ اور خاندان کا ناکارہ پرزہ قرار دے کر اپنی روشن خیالی پر فخر کرنا فیشن اور تہذیبی معیار بن چکا ہے۔ محسن عالم پیغمبر اسلام علیہ السلام کا یہ قول نقل کریں گے۔

"خیر و برکت تمہارے بڑے بوڑھوں
کے ساتھ بیٹھا کرو اور علماء سے سوال
کیا کرو اور ان لوگوں کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرو:

(بشکریہ دارالعلوم دیوبند)

معین اقبال
کندیاں ضلع میانوالی

تاریخِ اسلام کے اوراقِ پارینہ

اللہ اللہ! زمانۂ سلف میں علماء حقانی کا مقام کتنا بلند تھا اور وہ راست بازی اور حق پسندی کے لئے عظیم ترین قربانیاں پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ علم کی دولت سے مالامال ہونے کے بعد انہوں نے للّٰہیت، اخلاق فاضلانہ اور سیرت و کردار کے ایسے عدیم النظیر کارنامے پیش کئے ہیں کہ عقلِ انسانی انہیں دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ گذشتہ زمانے میں تعلیم کے ہمہ گیر اثرات اور صحیح تعلیمی تربیت نے انسانی زندگی کی ہر مشکل منزل پر رہنمائی کی ہے اور معرکۂ حق و باطل میں ان کی ہمت۔ عزیمت اور استقامت نے ایسے ایسے جوہر دکھائے ہیں کہ موجودہ زمانے میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت علم و فن کی بے حد قدردانی کی جاتی تھی، گو علم حاصل کرنے کے ذرائع اور وسائل بہت محدود تھے اور وہ سہولتیں مہیا نہ تھیں جو آجکل موجود ہیں مگر بایں ہمہ علماء میں توجہ کامل اور شوق و طلب کا احساس بہت زیادہ تھا۔ ناسازگار اور حوصلہ فرسا حالات کے باوجود بھی اپنے مطلوب (علم) کی طلب میں اسقدر محو ہو جاتے کہ دنیا و مافیہا کی تمام دلچسپیوں کی انہیں خبر تک نہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حصول کمال میں کامیاب ہوتے۔ آج کل کے علماء ساری عمر تعلیم و تدریس میں صرف کر دیتے ہیں، مگر اس درجۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتے جو علمائے سلف کا طرۂ امتیاز تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ آجکل کے علماء میں توجہ اور شوق مطالعہ کا فقدان ہے، اگر یہ بھی اسی ذوق و شوق کو منتہائے مقصود سمجھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان میں وہ کمالات پھر پیدا نہ ہو سکیں۔ اس سلسلے میں ہم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کی مشہور تصنیف "علماء سلف اور نابینا علماء" سے چند حوالے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

علماء سلف کا ذوقِ مطالعہ

امام زہری جب مطالعہ میں معروف ہو جاتے تو انہیں دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ان کی بیوی کب برداشت کر سکتی تھیں کہ ان کا شوہر مطالعہ کو مقصود بالذات سمجھ لے اور ان سے بے التفاتی اور سرد مہری کا مظاہرہ کرے۔ ایک روز انہوں نے غصہ میں آ کر کہہ دیا، "قسم ہے رب کی، یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھاری ہیں۔"

ارسطو کی کتاب النفس کا ایک نسخہ کسی کو مل گیا جس پر ابو النصر فارابی کے قلم سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:

انی قرأت هذا الكتاب مأة مرة" یعنی میں نے اس کتاب کو سو مرتبہ پڑھا ہے۔

مولانا حماد الدین رومی ایک رات طالب علموں کے ذوقِ مطالعہ کا جائزہ لینے کے لئے ان کے کمرے میں اچانک داخل ہو گئے۔ ایک طالب علم کو دیکھا کہ تکیہ کے ساتھ کمر لگا کر بیٹھا ہوا معروفِ مطالعہ ہے۔ دوسرے

> قسم ہے رب کی یہ
> کتابیں مجھ پر تین
> سوکنوں سے بھاری ہیں

طالب علم کو دیکھا جو نہایت مستعدی کے ساتھ دو زانو ہو کر بیٹھا ہوا ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے" اور اس کتاب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ہی وہ کچھ ضروری مسائل بھی لکھتا چلا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر فاضل استاد سے نہ رہا گیا اور پہلے کی نسبت فرمایا:

انہ لا یبلغ درجۃ الفضل
(یہ مرتبۂ فضیلت کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا)۔

دوسرے کی نسبت فرمایا:

سیحصل الفضل ویکون لہ شان فی العلم۔

(یہ البتہ فاضل ہوگا اور علماء کی شان حاصل کرے گا)۔

اسحاق بن سلیمان ننانوے برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے ساری عمر شادی نہیں کی اور بے اولاد تھے۔ آخر میں کسی نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے دل میں اولاد کی خواہش موجود نہیں ہے تو اس دانا طبیب نے جواب دیا کہ اپنی کتاب حیات کی موجودگی میں اولاد نہ ہونے کا خیال تک میرے دل میں کبھی نہیں آیا۔

امام نحویونس نے ۸۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی حصولِ علم اور مذاکرۂ علمیہ ان کے محبوب اور بہترین مشاغل تھے اور عمر اسی ذوقِ طلب میں بسر کی۔

امام زہری ہوں یا غزالی، حکیم فارابی ہوں یا شیخ الرئیس ، ان کے علمی کمالات اور قابلیتوں کا سرچشمہ کثرت مطالعہ تھا اور وہ کتابوں کو گہرے فکر و غور سے کئی کئی دفعہ پڑھتے تھے اور طویل مدت تک مطالعہ میں منہمک رہتے تھے۔ اگر آج کل کے طلبہ بھی اسی شیفتگی، محبت اور انہماک کے ساتھ مطالعہ جاری رکھیں تو اس کے نتائج پہلے سے کہیں بڑھ کر حوصلہ افزا ہو سکتے ہیں۔ علم و حکمت کسی ایک شخص کی میراث نہیں ہے۔ مطالعہ میں ہمت اور کوشش سے انسان مدارجِ کمال تک پہنچ سکتا ہے۔

علماءِ سلف کی حق گوئی

ایک دفعہ حضرت ابن عمرؓ نے حجاج کو خطبہ پڑھتے دیکھا تو نہایت خشمگیں ہوئے اور کھلے بندوں کہنے لگے کہ خدا کا دشمن حلال و حرام کی تمیز نہ کرنے والا خانہ خدا کو خراب کیا اور خدا سے محبت رکھنے والوں کو قتل کیا۔ حجاج نے یہ گستاخ کلمات سُن کر کہا کہ کس شخص کو جرأت ہوئی ہے کہ میرے سامنے ایسی نازیبا حرکت کرے۔ کسی نے تبلا دیا کہ عبداللہ ابن عمرؓ ہیں۔ چنانچہ وہ ممبر سے اترا اور اس نے اپنے ملازم کو اشارہ کیا۔ ملازم نے زہر میں بجھا ہوا حربہ آپ کے پاؤں پر مارا جس کی سمیت آپ کی وفات کا باعث ہوئی۔ ابو غالب لغوی نے جب اپنی کتاب "فن لغت" تصنیف کی تو امیر مجاہد مرشیہ کے فرمانروا نے اُسے ایک ہزار اشرفیاں بھجوائیں اور کہلا بھیجا کہ اس کتاب کے سرورق پر یہ الفاظ درج ہوں۔

"اس کتاب کو ابو غالب نے امیر مجاہد مرشیہ کے لئے تصنیف کیا ہے۔"

یہ سُن کر ابو غالب نے شاہی عطیہ فوراً واپس کر دیا اور امیر مجاہد کو کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کتاب عام مسلمانوں کے استفادہ کے لیئے لکھی ہے۔ اگر مجھے دنیا بھر کے انعامات بھی دو تو میں یہ جھوٹ بولنے کے لیئے تیار نہیں ہوں۔

مسلمانوں نے موجودہ دورِ انحطاط میں اپنے مذہب تہذیب و تمدن، قومی روایات معاشرت اور تاریخ سے منہ موڑ لیا ہے اور اپنے شاندار ماضی سے رشتہ منقطع کر لیا ہے۔ مسلمان اپنے عہدِ سلف کے بے باک فرزندانِ توحید کے اقوال اور واقعاتِ زندگی کا مطالعہ کریں اور غور کریں کہ انہوں نے دنیاوی و مادی وجاہت کو اسلامی وقار اور رضائے حق کے حصول کے لئے قربان کر دیا اور تبلیغ اسلام کی ایسی بے لوث اور درخشندہ مثالیں قائم کر دیں جو مسلمانوں کو حقیقت شناسی، حق بینی اور اعلاء کلمۃ اللہ کا سبق ہر دور میں یاد دلاتی رہیں گی اور ان کی مقدس قربانیاں رہتی دنیا تک اسلام کی عالمگیر صداقت کا بول بالا کرتی رہیں گی۔ مندرجہ بالا تمثیل میں سچائی کی روحانی طاقت کا اندازہ کیجئے۔ آج کل تو ہر قدم پر جھوٹ بولنا لوگوں کا شعار بن چکا ہے اور جھوٹ کو حکمت عملی، ڈپلومیسی اور مصلحت وقت کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولے بغیر ہماری زندگی ناتمام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تجارتی کاروبار اور دیگر معاملات میں اگر سچ بولا جائے تو نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔ مسلمان اپنے اسلاف کی روایات کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے قہرمانی طاقتوں کے سامنے اپنی جرأتِ ایمانی کا عدیم النظیر ثبوت پیش کیا اور دنیا کے مادی جاہ و جلال، حکومتِ وقت کی ہیبت و جبروت نے ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش پیدا نہیں کی اور وقت آنے پر انہوں نے حق کی راہ میں موت کو خوش آمدید کہا اور انسانی اخلاق و کردار کی اقدار بامِ عروج پر پہنچائیں تاکہ قوم کے افراد ان کی جرأت آزما قربانیوں کے بنیادی نکتہ کو سمجھ کر اپنے معاشرے کی بنیادیں انہیں مقدس تصورات پر قائم کریں۔

علماء کی عظمت

ایک مرتبہ ہارون رشید مع لشکر شہر رقہ میں خیمہ زن تھا۔ اس موقعہ پر حضرت عبداللہ ابن مبارک امام حدیث شہر سے گذرے۔ ان کا بے نظیر استقبال کیا گیا۔ بے پناہ ہجوم اور کشمکش میں لوگوں کی جوتیاں پارہ پارہ ہو گئیں۔ ایسا پرشکوہ استقبال دیکھ کر حرم سرائے خلافت کے بُرج سے ایک کنیز نے دریافت کیا کہ اس قدر شان و شوکت کا مظاہرہ کس کی آمد پر ہو رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ خراسان کے عالم ابن مبارک تشریف لا رہے ہیں۔

شوخ مزاج کنیز نے کہا کہ واللہ حکومت اس کو کہتے ہیں جس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ ہارون کی کیا حکومت ہے۔ یہ تو اعمال حکومت کے رعب و داب اور زور سے قائم ہے۔ (باقی صہ پر)

بقیہ: تاریخ اسلام ... پارینہ

امام فیروز آبادیؒ جب ایک دینی کام کے لئے شہر بغداد سے چلے تو ایک جم غفیر ان کے ہمراہ ہوگیا۔ انہوں نے ہر چند سمجھایا، لیکن ہجوم نے ایک نہ مانی۔ سامرہ میں جب ہمراہیوں کی تعداد کا اندازہ لگایا تو معلوم ہو کہ ہجوم پچاس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

امام بخاریؒ جب علم و کمال کی معراج پہنچ کر اپنے وطن مالوف تشریف لائے تو ان کے عقیدتمندوں اور قابل ذکر شہریوں نے آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا، اور شہر میں اس شان سے داخل ہوئے کہ اشرفیاں اور روپے ان کے سر سے نثار کئے جاتے تھے۔

یہ تھی علماء کے احترام و عظمت کی کیفیت، مگر اب تو علماء کی قدر دانی کرنے والا ہی کوئی نہیں اور اس گروہ سے آہستہ آہستہ عوام کی محبت اور شیفتگی کم ہو رہی ہے۔ علمائے متقدمین نے نہایت معرکہ خیز اور صبر آزما راہوں کو طے کیا ہے اور اپنے عزم مصمم اور بلند حوصلگی سے اسلام کی تمام روحانی اقدار کو اجاگر کیا ہے۔ ان میں طلب صادق تھی جس نے طالب کو مطلوب تک پہنچا دیا اور ایسی عظیم الشان روایات قائم کر دیں جس سے چشم بصیرت میں نور پیدا ہوتا ہے، مگر اب تو یہ حال ہے

خزاں رسید و گلستاں آب جمال نماند
سماعِ بلبل شوریدہ رفت و حال نماند

درخواست دُعا

ترجمان اسلام کے باشندہ غلام محمد صاحب کی بائیں آنکھ کی بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ موصوف کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھ کو صحت دے۔ (ادارہ)

مولانا محمد حیاتؒ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص مولانا محمد حیات ——— گذشتہ روز طویل علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں کوٹلی بیرے خاں تحصیل شکرگڑھ میں انتقال کر گئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ ڈاکٹر مولانا عبدالرحیم نے پڑھائی جس میں علاقے بھر کے لوگوں نے شرکت کی۔

مولانا مرحوم شکرگڑھ سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر بمقام کوٹلی بیرے خاں ڈاکخانہ کنجروڑ تحصیل شکرگڑھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام فضل داد خاں تھا۔ آپ تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ابتدائی تعلیم کوٹلی افغاناں پرائمری سکول میں حاصل کی۔ میٹرک تک ہائی سکول ڈیرہ بابا نانک میں پڑھتے رہے۔ میٹرک میں تعلیم چھوڑ کر وال رادھارام چلے گئے اور ملازمت اختیار کر لی۔ پھر رنیالہ خورد پاور ہاؤس میں ملازم ہو گئے۔ دینی تعلیم ساہیوال اور گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ پھر مولانا موصوف آل انڈیا مجلس احرار اسلام میں شامل ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت پر قادیان آنے پر پابندی لگی تو دفتر قادیان میں مولانا عنایت اللہ کی جگہ مولانا محمد حیات کو مستقل طور پر مجلس احرار اسلام کے فیصلے کے مطابق مقرر کیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیان سے اپنے گاؤں آگئے بعد میں لاہور چلے گئے، اور سلطان فونڈری بادامی باغ میں بطور کیشیئر ملازمت اختیار کر لی اور پھر سندھ خیرپور میرس میں اپنے بھائیوں کی زمین پر چلے گئے اور کھیتی باڑی شروع کر دی۔ ان دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور امیر شریعت پہلے امیر مقرر ہوئے۔ ان کی ہدایت پر خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا مرحوم کے آبائی گاؤں کوٹلے بیرے خاں تحصیل شکرگڑھ میں تشریف لائے اور مولانا مرحوم کے بھائیوں کو رضامند کیا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے مولانا کی خدمات مستقل طور پر دے دی جائیں، مولانا محمد حیات مرحوم کے بھائی رضامند ہو گئے اور مولانا کی جگہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے متبادل انتظام کر دیا گیا اور مولانا مرحوم مرکزی دفتر ملتان میں آ گئے اور آخر دم تک مجلس سے وابستہ رہے۔ ان دنوں مولانا ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔

——— آپ نے سو سال (تقریباً) عمر پائی۔ ڈاکٹر مولانا عبدالرحیم مہتمم مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن۔ مولانا عبیداللہ صاحب۔ مولانا حکیم محمد یاسین فاضل دیوبند، مولانا طالب حسین فاضل دیوبند، مولانا عبدالشکور فاضل دیوبند، حافظ حشمت علی فاضل دیوبند، مولانا عطا محمد فاضل دیوبند، مولانا عبدالعزیز فاضل دیوبند جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ کی کنوینگ باڈی کے چیئرمین محمد اعظم خاں اور شکرگڑھ جمعیۃ کے کنوینر چوہدری رشید احمد نے اپنے تعزیتی پیغامات میں مولانا مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مولانا کی دینی خدمات کو سراہا ہے نیز پسماندگان سے اظہار ہمدردی کی ہے۔ مکی مسجد چوک بخاری شکرگڑھ میں فاتحہ خوانی کی گئی۔

——— رپورٹ: محمد افضل شکرگڑھ ———

اللہ والوں کی دنیا | حافظ ارشاد احمد دیوبندی

اجمل الناس

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

علم الناس — افصح الناس

حبر الامۃ بحر العلم خاندان عبدالمطلب کا چشم و چراغ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی، علم الاحادیث کا محنتی طالب علم امام التفسیر سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تین برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے قبل بچپن میں ہی صرف آٹھ سال کی عمر میں اسلام کی دولت عظمیٰ حاصل کی۔ خود فرماتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ۵ھ میں حاضر خدمت ہوئے۔ ہم لوگ غزوۂ احزاب (غزوہ خندق) کے سال قریش کے چند افراد کے ہمراہ ہجرت کی۔ میں اپنے بھائی فضل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ ابو رافع رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم درمیان میں راستہ بھول گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی غیر معروف راستہ سے مدینہ طیبہ داخل ہوئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب میں تشریف فرما ہیں۔ ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ خندق میں پایا۔ اس وقت میری عمر آٹھ سال کی تھی اور میرے بھائی کی تیرہ سال کی۔ ہماری آمد پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

ملاحظہ فرمایئے صرف آٹھ برس کی عمر میں دین اسلام کے لئے اپنا وطن اور والدین کو چھوڑ کر ہجرت کرنا کتنی سرفرازی ہے جبکہ آج کے ترقی یافتہ اور سائنسی ٹیکنالوجی دور میں بھی آٹھ سال کے بچے تدبر اور فکر سے ناآشنا ہی دکھائی دیتے ہیں، مگر یہ سعادت مند بچہ جو مقبول بارگاہِ الٰہی ہے، سے قدرت نے ایسے عظیم الشان کام لئے ہیں کہ دین اسلام کی اشاعت میں وہ بہت ہی نمایاں نظر آتا ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر مجھ سے دریافت کیا کرو میں نے بچپن میں ہی قرآن کریم مع تفسیر حفظ کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے صرف دس برس کی عمر میں (یعنی دو سال میں) آخری منزل بھی پڑھ لی تھی۔ (بخاری شریف)

چنانچہ قرآن کریم کی تفسیر سے تعلق رکھنے والا ہر آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ تفسیر سے متعلق جتنی احادیث سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اتنی مقدار میں کسی دوسرے حضرات رضی اللہ عنہم سے نہیں ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان کا فرمان ہے کہ قرآن کریم کے سب سے عمدہ مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس دس آیات مع تفسیر پڑھا کرتے تھے اور جب تک ان دس آیات پر عمل نہ کر لیتے تب تک آگے نہ بڑھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر صرف تیرہ سال تھی اس مختصر عمر میں جو درجہ اور مقام تفسیر اور احادیث میں آپ نے اپنے اندر پیدا کیا وہ ایک بدیہی کرامت ہے اور یہ مقام جو آپ کو حاصل ہوا یہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ثمرہ بھی تھا۔ ایک بار

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجات کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو سامنے لوٹا بھرا ہوا رکھا تھا۔ دریافت فرمایا۔ یہ لوٹا کس نے بھر کر رکھا ہوا ہے؟ عرض کیا گیا کہ ابن عباسؓ نے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ادا پسند آئی اور دل کی گہرائی سے دعا فرمائی:

"یا اللہ! ابن عباسؓ کو دین کا فہم اور کتاب اللہ کی پوری پوری سمجھ نصیب فرما"

ایک اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کم عمر سیدنا ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نوافل میں نیت کر کے کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی کو اپنے برابر کھڑا کر دیا اور آپ نماز میں مشغول ہو گئے تو ابن عباسؓ قدرے پیچھے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت کے بعد دریافت فرمایا کہ تم پیچھے کیوں ہٹ گئے تھے؟ مؤدبانہ عرض کیا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپؐ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس بھائی کے لئے مزید علم و فہم کے زیادہ ہونے کی دعا فرمائی۔ اللّٰھم زد فزد۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال کے بعد۔ جبکہ آپؓ کی عمر ابھی تیرہ سال کی تھی اور علم و عمل کے لحاظ سے آپ کا مقام بڑے اجلہ صحابہ کرامؓ میں بھی قابلِ رشک تھا، مگر آپؓ انصاری بچوں کو ترغیباً فرمایا کرتے تھے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مُبارک جماعت بحمد للہ ابھی موجود ہے۔ ہم کوشش کر کے ان مقدس حضرات سے آپ کی احادیث دریافت کر کے حفظ کریں۔ فرماتے ہیں کہ ان انصاری بچوں نے تو میری بات نہ مانی مگر میں مسائل یاد کرنے کے لئے معروف ہو گیا اور جس صاحبؓ کے متعلق بھی کچھ معلوم ہوتا کہ حدیث فلاں صاحب کے پاس ہے اس نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے تو میں ان کے پاس جاتا اور وہ حدیث حاصل کرتا۔ مجھے حدیث اور مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ انصار صحابہ کرامؓ سے ملا۔ میں بعض حضرات کے پاس چل کر جاتا اور مجھے معلوم ہوتا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں یا کسی کام کی غرض سے باہر گئے ہیں تو میں ان کے انتظار میں باہر بیٹھ کر شدت سے انتظار کرتا اور بعض دفعہ باہر ہی اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر زمین پر سو جاتا اگرچہ ہوا کے باعث میرے منہ پر اور جسم پر مٹی پڑ جاتی مگر میں ہلنے کا نام تک نہ لیتا۔ جب وہ حضرات اٹھتے یا باہر سے آتے تو جس حدیث کو معلوم کرنے کی غرض سے آتا وہ دریافت کرتا تھا۔ وہ حضرات میری اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے اور مجھے کہتے کہ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہو۔ خود کیوں اتنی تکلیف کرتے ہو۔ ہم کو پیغام بھجوا کر بلوا لیتے۔ مگر میں کہتا کہ میں علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں، اس لئے میں ہی آپ کے پاس حاضر ہونے کا مستحق ہوں اور بعض حضرات تو مجھ سے یہ بھی دریافت کرتے رہتے تھے کہ تم یہاں بیٹھے کب سے انتظار کر رہے ہو؟ میں جواباً کہتا کافی دیر سے۔ وہ کہتے تم نے اچھا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کے بھائی ہونے کے رشتہ سے ہم آپؓ کے پاس حاضر ہونے کو فخر سمجھتے، مگر میں کہہ دیتا کہ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنے کام کی غرض سے تمہارے کام میں حرج ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں مسلسل علم حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ لوگ میرے پاس علم حاصل کرنے کی غرض سے آنے لگے اور پھر اجلہ صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کو حبر الامۃ اور بحر العلم کے عظیم الشان القابات سے نوازا۔ معاصرین میں سے اصحاب الرائے حضرات آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ خود سیدنا فاروق اعظمؓ بھی آپ کو ممتاز علماء میں سے شمار کرتے اور ان کے بڑے مداح تھے۔ یہ سب کچھ آپؓ کو اس لئے حاصل ہوا کہ آپؓ نے اپنے آپ کو کبھی صاحبزادگی کی ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ ایک محنتی طالب علم کی حیثیت سے گھر گھر جا کر دینی علوم حاصل کیا۔

روایات میں آیا ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے میں حیا کرے یا تکبر وہ کبھی علوم حاصل نہیں کر سکے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کا مشہور مقولہ ہے کہ:

"علمنی حرفاً فھو مولائی"

امام شافعیؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"جو صاحب علم کو بے رغبتی اور استغناء سے حاصل کرے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا، اس لئے کہ علم کے حصول کے لئے خاکساری اور تواضع کی ضرورت ہے۔ متکبرین سے علم کو انتہا درجہ کی نفرت ہے۔"

آپؐ نے دعا فرمائی

"یا اللہ ابن عباسؓ کو دین کا فہم اور کتاب اللہ کی پوری پوری سمجھ نصیب فرما"

اس نکتہ کو ہمارے ممدوح سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خوب پہچانا۔ آپؓ اساتذہ کے بہت بڑے قدرداں اور مداح تھے اور حق یہ ہے کہ آپؓ نے اس میدان میں وہ جواہرات حاصل کئے جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتے ہیں۔ ہاں اس محنت اور مشقت کا ثمرہ بھی آپؓ کو قدرت نے وافر مقدار میں نصیب فرمایا۔ من طلب العلیٰ سہر اللیالی۔ جو شخص اعلیٰ مراتب کا طالب ہوگا وہ راتوں کو ضرور بیدار رہے گا، نیز جو شخص محنت و مشقت سے جی چرائے گا وہ کبھی علم حاصل نہیں کر سکے گا۔

۔مورخ اسلام علامہ سید ندویؒ لکھتے ہیں:

"علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی ہے۔ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لئے تازگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے۔ آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر احکام القرآن کی تشریح و تعین اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص مبہم کی تعین یہ سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ اور آپ علیہ السلام کے اقوال و اعمال اور آپ کی سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی تاریخ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اسی بنا پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ "اسلام

کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے موجود و قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت رہے گا۔ (تدوین حدیث)

مورخ اسلام حضرت علامہ سید ندوی صاحبؒ لکھتے ہیں:

"عرب کا حافظہ فطرتاً نہایت قوی تھا۔ وہ سینکڑوں شعر کے قصیدے زبانی یاد رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ فطرت کا قاعدہ یہ ہے کہ جس قوت سے جس قدر کام لیا جائے اسی قدر زیادہ اس کو ترقی ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے قوت حفظ کو معراج کمال تک پہنچایا۔ وہ ایک ایک واقعہ اور ایک ایک حدیث کو اس طرح زبانی سن کر یاد کرتے تھے جیسے آج مسلمان قرآن کریم یاد کرتے ہیں۔ ایک ایک محدث کئی کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ حدیثیں زبانی یاد کرتا تھا اور یاد رکھتا تھا اور گو بعد میں لوگ اپنی یادداشت کے لئے لکھ بھی لیتے تھے، مگر جب تک وہ زبانی یاد نہ رکھتے اہل علم کی نگاہوں میں ان کی عزت نہیں ہوتی تھی اور وہ خود اپنی تحریری یادداشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے تاکہ لوگ ایسا نہ سمجھیں کہ ان کو یہ چیزیں یاد نہیں" (خطبات مدراس)

اور پھر لکھتے ہیں کہ:

"محدثین کا خیال تھا کہ تحریری یادداشت سے زبانی یادداشت زیادہ محفوظ صورت ہے۔ یادداشت کو دوسروں کے تصرف سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا۔ ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ کوئی اس میں کمی بیشی

دین اور دُنیا

مولانا ابوالکلام آزاد

ہم کو مسلمانوں کی گذشتہ جدوجہد ترقی پر بہت کچھ لکھنا ہے، کیونکہ جب تک پچھلی غلطیاں سامنے نہ آئیں۔ آیندہ کے لیے ان سے پرہیز ممکن نہیں لیکن یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آج کل کانفرنسوں، مجالس اور اجتماعات میں علمبرداران سیاست وخطبائے بزم آرائیوں کے لیے جو موضوع اختیار کر رکھے ہیں، ان میں برسوں کا پامال مضمون دین و دنیا کی تفریق اور عدم تفریق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام دین کو دنیا سے الگ نہیں کرتا، بلکہ کہتا ہے کہ دین و دنیا کے حسن عمل کا نام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے اقوال کی مثل یہ قول مثل بھی صحیح ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اعمال کا کیا حال ہے۔ وہی مدعیان اصلاح جو اس صداقت کو زبانی دہراتے ہیں ان کی اپنی زندگی اور ان کے اپنے جماعتی اعمال میں بھی اس کا کچھ اثر ہے یا نہیں؟

"حالت یہ ہے کہ خود ان لیڈران کرام نے دین و دنیا کے اندر تفریق کی ایسی جھیل حائل کر دی ہے جو روز بروز دونوں کناروں کو دُور تر کر رہی ہے" اور ان کو کسی طرح ملنے نہیں دیتی۔ انہوں نے قومی اصلاح و ترقی کی جو تحریک شروع کر رکھی ہے اس کو دین سے اس طرح الگ کر دیا گویا نہ پیروان اسلام ان کے مخاطب ہیں اور نہ قوم مسلم سے انہیں خود کوئی واسطہ ہے، ان کی زندگی، ان کے اعمال، ان کی آواز، ان کی نظریں، ان کی مثالیں، ان کے پیش نظر نمونے بلکہ ان کے تمام افعال و کردار یکسر اسلام سے بیگانہ دراز فرق تا بقدم دین سے ناآشنا، انہوں نے ہمیشہ دنیا کو دین سے الگ دیکھا اور جب کبھی قدم اٹھایا تو دنیا کی طرف۔ حالانکہ اگر دین کی طرف بڑھتے تو دنیا خود ان کی طرف دوڑتی۔

زکر دے، اگر نقوش سے دلوں کو سے تو حور سے پراگندہ ہو جانے کا ہے۔ اس میں سے تغیر و تبدل سے ہلکا سے نہیں ہے" (خطبات مدارس)

بہرحال خصوصاً علم حدیث کے لئے تو قدرت نے ان کے حافظے سے وہ کام لیا ہے کہ ایک ایک محدث نے دس دس لاکھ احادیث ازبر کیں اور ان کو لکھا۔ دس لاکھ احادیث لکھنا بھی ایک واضح کرامت کی علامت ہے اور بعض محدثین نے جن اقلام سے احادیث لکھیں ان کے تراشے جمع رکھے اور وصیت کی کہ آخری غسل کا پانی ان قلمی تراشوں سے گرم کیا جائے۔ سبحان اللہ ہے

ہر کہ خواندہ ایم و فراموش کردہ ایم
الا بحدیث یار کہ تکرار مے کنم

ایک محدث (حضرت حمیدیؒ) نے بخاری اور مسلم شریف کی جمیع احادیث کو ایک جگہ جمع کر کے لکھا تھا۔ وہ شب و روز یہی احادیث ہی لکھا کرتے تھے اور کبھی یوں گنگنانے لگتے ہے

لقاء الناس لیس یفید شیئاً
سوی الھذیان من قیل وقال
فاقلل من لقاء الناس الا
لاخذ العلم او اصلاح حال

عام لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں دیتی بجز قیل و قال کی بکواس کے اس لئے لوگوں کی ملاقات کم کر بجز اس کے کہ علم حاصل کرنے کے لئے استاذ سے یا اصلاح نفس کے واسطے کسی شیخ سے ملاقات ہو۔

اسماء الرجال کے امام حضرت یوسف مزیؒ مشہور محدث تھے۔ اس محدث نے اپنے ہی قلم سے ایک کتاب "تہذیب الکمال" لکھی جس کی دو سو جلدیں تھیں

ہم نے صرف نمونہ کے طور پر یہ چند واقعات رقم کر دیئے ہیں ورنہ مسلمانوں کی اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے ہزاروں صفحات پر مشتمل آج بھی موجود ہیں، مگر افسوس کہ مسٹر پرویز اور اس جیسے دیگر افراد کی نگاہیں وہاں تک کیوں نہیں

پہنچتیں۔ واحسرتا کہ ایک قسم کی وحی پر تو یقین ہے اور دوسری قسم کی وحی ان کے خیالوں میں قابل حجت ہی نہیں۔ سچ ہے کہ

ع قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

خداوند تعالیٰ نے اپنے قانون قدرت کے مطابق ہدایت ان مقدس نفوس حضرات کے حصے میں لکھی ہے جن کے دلوں میں خوف ہے۔ ہمارے ممدوح سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک ایسی حالت طاری رہتی تھی کہ آپؓ خوف سے اسقدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو عدد نالیاں بن گئی تھیں جو دیکھنے والوں کو دور سے بھی نظر آجاتی تھیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم نے حضرت وہبؒ کی روایت سے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ:

"جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ظاہری بینائی ختم ہوگئی تو اس کے جانے کے بعد میں ان کو مسجد حرام (بیت اللہ) لے جا رہا تھا وہاں پہنچ کر ایک مجمع سے کچھ جھگڑنے کی آواز آرہی تھی۔ فرمایا مجھے اس مجمع کی طرف لے چلو۔ میں اس طرف آپ کو لے گیا۔ وہاں پہنچ کر آپؓ نے سلام کیا تو ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی۔ آپؓ نے انکار فرما دیا اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی جماعت وہ لوگ ہیں جن کو اس کے خوف نے چپ کرا رکھا ہے حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں نہ گونگے بلکہ فصیح لوگ ہیں بولنے والے ہیں سمجھدار ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اڑا رکھا ہے۔ ان کے دل اس کی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ چپ رہتی ہیں اور جب اس حالت پر ان کو پختگی میسر ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے نیک کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں تو ہم لوگ ان سے کہاں ہٹ گئے"۔ وہبؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا"

(حکایات صحابہؓ)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی صحبت کے ایسے نیک اثرات تھے کہ آپؓ کے ساتھ جنکو بھی تعلق ہوا وہی علم میں کمال حاصل کر گیا۔ آپؓ نے اپنے غلام حضرت عکرمہؓ کو پاؤں میں بیڑی ڈال دی تھی۔ حضرت عکرمہؓ کا اپنا بیان ہے کہ میرے آقا نے قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کے لئے میرے دونوں پیروں میں بیڑی ڈال دی تھی کہ کہیں آ جا نہ سکوں۔ آپؓ مجھے قرآن کریم اور حدیث کی تعلیم دیتے رہے۔

(بخاری شریف)

روایات میں آیا ہے کہ اس کے بعد حضرت عکرمہؓ بحر الامۃ کے لقب سے یاد کئے جانے لگے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ تمام تابعین میں بہت بڑے عالم چار ہیں جن میں سے ایک عکرمہؓ ہیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب الرائے شخصیت بھی تھے اور آپ کی رائے عین واقعات کے مطابق ہوا کرتی تھی۔ جب سیدنا حضرت امام حسین بن علیؓ نے کوفہ جانے کی تیاری فرمائی تو حضرت ابن عباسؓ نے آپؓ کو اس امر سے روکا۔ چنانچہ جابر بن عبداللہؓ، ابوسعیدؓ اور ابو واقد لیثیؓ نے بھی سیدنا حضرت امام حسینؓ کو روکا اور امام صاحبؓ نے ان حضرات کی اس رائے کو ٹھکرا دیا اور عراق جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس وقت حضرت ابن عباسؓ نے آپؓ سے کہا کہ بخدا میرا گمان ہے کہ آپؓ

سید نصیب علی شاہ بخاری
نار جعفر، بنوں

جہالت لادینیت اور سامراجی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے

جدید علم کلام کی ضرورت

موجودہ پرفتن اور مادی دور میں دعوت الی الاسلام کے داعیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حال کے حالات کا تجزیہ کرکے مستقبل کے جہالت اور لادینیت کے سیلاب کی روک تھام کا منصوبہ تیار کریں۔ سامراجی عناصر کے عزائم و افکار کا صحیح معلوماتی انداز میں تجزیہ کرکے ان کے ناپاک ارادوں کو قوم کے سامنے پیش کریں۔ ان کی چالوں سے پردہ اٹھا کر شکوک و شبہات کا سدباب کیا جائے۔ عالم اسلام کو درپیش حالیہ مسائل انہی سامراجی عناصر کے تخلیق کردہ ہیں۔ غریب اور مالدار دونوں طرح کے اسلامی ممالک اس حادثہ فاجعہ میں برابر کے شریک ہیں۔ مسلمان آزاد ہونے کے باوجود ذہنی غلامی کے شکار ہوتے جارہے ہیں۔ دنیا کی محبت اور نفس پرستی نے ہمیں ابدی اور روحانی زندگی سے بے تعلق کرکے بہیمیت کو اپنی پسند کا معیار بنالیا ہے۔ وہ عظیم انقلابی پروگرام جس نے نفس پرستی اور حب جاہ و مال کے مادی سیلاب کا مقابلہ کرکے ہلاکت اور مصیبت زدہ انسان کو نجات دلائی آج اس کی خصوصیتوں کے بجائے کمزوریوں کو بیان کیا جارہا ہے۔ مغرب کے سیلاب نے اپنی تہذیب و تمدن اور تعلیم کی روشنی میں دینی روحانی زندگی اور دماغ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ نتیجتاً ہمارے جدید نسل کے نوجوان اس کا بہتر شکار ہوجاتے ہیں۔ اس طرح لادینیت اور جہالت کی بنیاد لا کو مستحکم اور مضبوط بنایا جارہا ہے۔ ہمارے مستقبل کے معمار اس شکار کا اول دستہ ہوتے ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے آج ایک وبال تیار کیا جارہا ہے جو کہ خود کو جدید ذہن کہہ کر والدین سے لے کر معاشرہ کے ہر شخص کے لئے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح مسلمان زعماؤں نے بھی ایمان و یقین کے اصلی سرمایہ کو گم کردیا ہے۔ وہ اپنی دنیاوی فلاح و بہبود کے لئے دوسرے الٰہ کی تلاش میں عملاً سرگرم عمل ہیں۔ چودہ سو سال تک کامیاب مسلمان کے لئے ایمان یقین کا جو سرمایہ افتخار رہا ہے اس کو کمزور اور معدوم بنانے کے لئے خود بعض مسلمان اہل قلم کی خدمات حاصل ہیں۔ فتنہ مستشرقین اس سلسلہ میں پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ مستشرقین کا یہ گروہ عالم اسلام کے طول و عرض میں ہر جگہ موجود ہے۔ اسلامی تنظیموں کے نام سے اس عظیم سرمایۂ افتخار کو پس پردہ ڈالنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ وہ ایمان و یقین کے بجائے اور قرآن کے معجز ابدی اصطلاحات کے بجائے مادیت کی طرف زیادہ توجہ اور جدید مغربی اصطلاحات کو اہمیت دے رہے ہیں۔ آغاز اسلام سے لے کر چودہ سو سال تک کی دینی خدمات کو مسخ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ تجدد کے نام سے ایک فتنہ اس پروگرام و عزم کو لے کر اسلام کے نام پر اسلام کی بنیاد کو ختم کرنے کی کوشش میں ہے جبکہ اسلامی درد رکھنے والوں کا ایک خاصا حصہ برابر اس کا شکار ہوتا چلا جارہا ہے۔ تیسرے نمبر پر ایک اور سازش فرقہ واریت کے نام پر عروج کی منزل طے کر رہی ہے۔ ایک سادہ لوح مسلمان اس کا بہت جلد شکار ہو جاتا ہے۔ اعتدال کے اصول مفقود ہوتے جارہے ہیں۔ نتیجتاً ایک طبقہ زعماء اسلام سے بددل ہو کر اپنے نظریہ کو محفوظ و مستحکم رکھنے سے عملاً قاصر ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی سامراجی عناصر کے عزائم پایۂ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں۔ ایک سمجھدار اور عقلمند انسان سامراجی سازشوں کے تینوں مراحل کا مطالعہ کرکے واضح اقرار کرسکتا ہے کہ وہ ان میں سے ضرور کسی ایک کا شکار ہے۔ اور اگر نہیں تو وہ معجزانہ طور سے ایک خوش قسمت مسلمان ہے جو کہ

اَلَا اِنَّ حزب اللہ ھو الغالبون

میں داخل ہے۔ اس لئے موجودہ دور میں یہ ضرورت شدید احساس کے ساتھ محسوس

کی جا رہی ہے کہ زعماءِ اسلام اور داعیوں کی ایک ایسی جماعت علمی طور سے سرگرم عمل ہو جو ان خطرات سے پوری طرح آگاہ ہوں، اپنے نظریاتی استحکام میں بے مثال ہوں اور جانتے ہوں کہ ہم ہیں:

۱۔ ایک گروہ حُبِ جاہ و مال اور نفس پرستی کی روشنی میں لادینیت کو پھیلا کر اسلام کے خلاف عملاً سازش میں مصروف ہے؛

۲۔ ایک گروہ تحقیق و ریسرچ کی روشنی میں قرآنی نظام و اعجاز کو ختم کرنے ایمان و یقین کے سرمایہ افتخار کو مادیتی ضروریات کے نام سے مٹا دینے میں نظریاتی لحاظ سے سلام کے نام پر مصروف ہے، اور

۳۔ ایک گروہ اختلافات و فرقہ واریت کو ہوا دے کر لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ہلاکت کی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

ان تینوں سازشوں سے نجات پاکر مسلمان قوم کامیابی اور استحکام کے امتیاز کو حاصل کر سکتی ہے۔ اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے اکابر خصوصاً ماضی قریب میں اکابر دیوبند نے کس طرح ان حالات کا سامنا کر کے سامراجی سازشوں کا مقابلہ کیا۔ ان کی دعوت و کردار کا تاریخی مطالعہ نہایت اہم اور ضروری ہے، کیونکہ پیش کردہ بالا سازشوں کے مقابلہ میں علماء دیوبند کی دعوت کا مقصد کسی لالچ کے بغیر صرف دعوت الی اللہ اور حاکمیت الٰہی کا قیام تھا۔ ایمان و یقین ان کا سرمایۂ افتخار تھا اور سامراجی سازشوں سے ہر حالت میں باخبر اور مقابلہ کے لئے چوکس رہتے تھے۔ وہ وقت کی ہر ایک ضرورت اور تقاضہ کو محسوس کرتے ہوئے عملی حکمتوں کے ساتھ میدانِ عمل میں اترتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اور تحریکِ آزادی کی عالمگیر قیادت انہی افکار کا نتیجہ تھا اسلئے ضروری ہے کہ ہم بھی ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی کمزوریوں کا ازالہ کرتے ہوئے خوبی کے جوہر کو تلاش کریں۔

اور موجودہ دور کے جتنے بھی فتنے ہیں ان کے سد باب اور ازالہ کے لئے عملی اقدامات کر سکیں۔ سامراجی عناصر کے عزائم و افکار سے واقفیت حاصل ہو۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کے دعویدار ہونے کے باوجود اس سلسلہ میں پستی کمزوری اور تکاسل کا شکار ہیں۔ ہماری معلومات کا اندازہ تو اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کہ ہمارے طالب علم سوشلزم اور کمیونزم کے معنی سے بھی بے خبر ہیں۔ انہیں سرمایہ داریت کے نقائص نامعلوم ہیں۔ اشتراکیت اور سرمایہ داریت کے سامراجی زعماء کو اپنے درمیان پہچاننے سے قاصر ہیں۔ مستشرقین کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اسلام کے سائنس کے بارے میں نظریہ سے بے خبر ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ان امور کا بروقت احساس کیا تھا، لیکن ہم ان کے قائم کردہ علمی سلسلہ جدید علم کلام کے مطالعہ سے ناواقف ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے مدارس میں اس اہم سلسلہ کا احیاء دوبارہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم مجلس کا قیام ہو۔ امسال ہم نے حکیم الامتؒ کے قائم کردہ اس سلسلہ کو زندہ کرنے کی کوشش کر کے کوہاٹ اور پشاور میں رمضان المبارک کی تعطیلات کے دوران محاضرات لیکچرز دینے کا اہتمام کیا۔ اس طرح مدارس کے فارغ التحصیل حضرات طلبہ اور کالجوں کے طلبہ نے بھی دلچسپی کے ساتھ جدید علم کلام میں شرکت کی۔ احقر نے سوشلزم کیپٹلزم۔ مستشرقین۔ اسلامی ضابطہ حیات اسلام اور سائنس۔ اسلام کا اقتصادی اور معاشی نظام پر درس دیا۔ اس سلسلہ کو دائمی احیاء کے ساتھ ہر جگہ جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے علماء اور اہل علم حضرات اس سلسلہ میں دلچسپی ظاہر کر دیں تو ظاہر ہے کہ ہم جہالت اور لادینیت کے فتنوں پر قابو پا کر دعوت الی اللہ کے تقاضوں کو عملاً پورا کر سکتے ہیں۔ اپنے اکابر سلف کی وراثت کو کردار سے قائم رکھ سکتے ہیں۔

بقیہ: رواں دواں

کہا کہ امریکہ کو پولینڈ کے حالات پر سخت تشویش ہے۔

ادھر پولینڈ کے وزیراعظم نے ہڑتال ختم کرانے میں ناکامی کے بعد وزارت سے استعفیٰ دے دیا ہے اور حکمران کمیونسٹ پارٹی

پولینڈ کے واقعات سے کمیونسٹ نظام میں دراڑیں پڑ گئیں۔

کے پولٹ بیورو کی رکنیت سے بھی علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اس کے علاوہ دو ڈپٹی وزیروں اور وزیر خارجہ نے بھی اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ تاہم ان استعفوں اور حکومت کی طرف سے ٹریڈ یونینوں کے نئے سرے سے انتخابات اور حکومت میں کچھ سیاسی تبدیلیوں کے واضح اعلان کے باوجود ٹریڈ یونین لیڈروں نے ہڑتال ختم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایسی ٹریڈ یونین چاہتے ہیں جو حکومت کے شکنجے سے آزاد ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولش مزدور اب کمیونزم و سوشلزم کا جوا اتارنا چاہتے ہیں۔ شاید اس سے اچھا موقع انہیں پھر میسر نہ آئے۔

پروفیسر سید شفقت رضوی
نیشنل کالج کراچی

ابو سلمان شاہجہانپوری

ایک استاذ کی نظر میں

مولانا ابو سلمان سے مجھے روشناس ہوئے ایک دہائی بیت گئی۔ باہمی روابط بڑھانے۔ ایک دوسرے کو سمجھنے۔ محبت کے رشتے استوار کرنے اور تعلقات توڑنے کے لئے یہ ایک اچھی خاصی طویل مدت ہے۔ ہم دونوں نہ ہم مسلک ہیں نہ ہم مشرب وہ سرتاپا مولانا و متقدنا میں یکسر رند وہ محتاط و بردبار میں لاابالی و غیر ذمہ دار۔ انہیں شرف امامت حاصل رہا اور میں پچاس برسوں میں نمازی بھی نہ بن سکا۔ میرے اور ان کے ادبی اعتقادات جدا، سیاسی رجحان مختلف، سوچ الگ، انداز فکر متضاد، اس کے باوجود دس برس تک انہوں نے مجھے برداشت کیا۔ اختلاف کے باوجود اختلاط سے کام لیا۔ ناگوار اکو گوارا بنا کر سہتے رہے اور اپنی قوتِ برداشت سے ثابت کر دیا کہ وہ مرنجان مرنج بھی ہیں اور عالی ظرف بھی۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ ناپید ہیں۔ میں ان باقیات من الصالحات جان کر ان کی قدر کرتا ہوں اور وہ مجھے پراگندہ طبع سمجھ کر برداشت کرتے ہیں۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ ایک گٹھری اپنی تالیفات کی اور اس سے وزنی گٹھری تعارف کی لے کر تشریف لائے۔ ان کی تالیفات کے موضوعات دیکھ کر مجھے نفسیاتی کھنچاؤ محسوس ہوا اور وزنی تعارف نے رہی سہی کسر پیدا کر دی۔ میرا ابتدائی ردّعمل تھا نباہ مشکل ہے اور اب یہ احساس ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑنا مشکل ہے۔ انہوں نے اپنے مزاج کی لچک سے اس طرح کام لیا کہ دونوں طرف جھکاؤ ہی پیدا ہوا۔ تعلقات کے ٹوٹنے کی نوبت نہ آئی۔

پیسہ کمانے کی ہوس کے اس دور میں پڑھنا اور لکھنا حماقت ہے۔ خیر سے مولانا ان دونوں کے شکار ہیں۔ پڑھنے کی حماقت میں میں ان کا شریک ہوں، لیکن مولانا کی حماقت کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے لکھنے کی حماقت میں مجھے اپنا شریک بنا لیا ہے۔ ہم دونوں کے خوشگوار تعلقات کی بنیاد یہی حماقتیں ہیں۔ مجھ سے کاہل الوجود سے بھی وہ زبردستی لکھواتے ہیں اور پھر بھاگ دوڑ کر کے اسے شائع کرواتے ہیں اور پھر اس طرح خوش ہوتے ہیں گویا ان کا شاہکار شائع ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے ان کے خلاف بھی لکھ کر دیدوں تو نہایت خلوص اور جانفشانی سے اس کی اشاعت کی کوشش کریں گے اور چھپنے پر نہایت مسرت سے مجھے دکھا دکھا کر تعریفیں کریں گے۔ اس سادگی پر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہے کہ وہ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں اور یہ سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔ میرا ریکارڈ ہے کہ ۵۰ء اور ۷۰ء کے درمیان میں نے دو یا تین مضامین لکھے اور یہ مولانا کا ریکارڈ ہے کہ اب وہ ہر سال دو یا تین مضامین لکھوا لیتے ہیں، حالانکہ وہ ایک اہل قلم ہیں۔ صاحبِ طرز ہیں۔ ادیب ہیں محقق ہیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ میری حوصلہ شکنی کرتے۔ رسائل کے ایڈیٹروں سے کہہ سن کر میرے مضامین مسترد کرواتے۔ اس معاملہ میں وہ یقیناً روایت شکن ہیں۔

وہ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو ان کی طرح حماقتوں کا شکار ہوں۔ پچھلے دس برس میں میں نے انہیں صرف ایک بار حالتِ غضب میں دیکھا ہے۔ انہیں غصہ اس بات پر آیا تھا کہ اپنی ایک تالیف ایک پروفیسر صاحب کو پڑھنے والا سمجھ کر دی تھی۔ ایک مہینہ کے بعد پروفیسر موصوف نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ بس مولانا آپے سے باہر ہو گئے اور بہ اصرار سر ہوئے کہ وہ کتاب لوٹا دی جائے۔ مجھ سے اس لئے خوش رہتے ہیں کہ میں جلد جلد کتابیں لیتا رہتا ہوں اور لوٹاتا رہتا ہوں۔ وہ سمجھتے

ہیں کہ میں پڑھتا ہوں ۔ مباحثہ اور مناظرے سے انہیں دلچسپی نہیں اس لئے میرا پردہ رہ جاتا ہے ۔

مولانا لکھتے ہیں ۔ اپنے پڑھنے پر مجھے اعتماد ہے ۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ خوب لکھتے ہیں سنا ہے بہت لکھتے ہیں ۔ شبیر حسین کاظمی کے کہنے پر آپ اعتماد کرلیں کہ بس میں سفر کرتے کرتے ایک دو مضامین لکھ ڈالتے ہیں ۔

ان کے پڑھنے کے شوق نے گھر کو لائبریری بنا دیا ہے ۔ اسے کہتے ہیں گھر ڈھا کر منڈوا ڈالنا اور لکھنے کے شوق نے مصنف و مؤلف بنا دیا ہے ۔ ان کی جائز و ناجائز اولاد معنوی کی تعداد کا مجھے علم نہیں کسی رازداں کو ہو تو ہو ۔

اس معاملہ میں ان کی حالت اس فاقہ زدہ عورت کی سی ہے جو ہر سال ایک بچہ پیدا کر نازاں سمجھتی ہے اور اس کے درخشاں مستقبل کی خاطر اسے کسی رئیس زادے کے حوالے کر دیتی ہے سنا ہے اپنی اولاد معنوی دوسروں کو سونپ کر انہیں بڑی خوشی ہوتی ہے لیکن افسوس اس خصوص میں کبھی نظرِ عنایت میری طرف نہ ہوئی ۔

ہمارے ہاں لوگ پڑھتے کم ہیں لیکن چند مرعوب کرنے والے حوالوں سے خواہ مخواہ متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اسی طرح لوگ لکھتے کم ہیں اور کم لکھے کو بہت جانتے ہیں ۔ مولانا اس کے بالکل برعکس ہیں ۔ وہ پڑھتے ہیں تو مرعوب نہیں کرتے ' الٹے مرعوب ہوتے ہیں ۔ بہت لکھتے ہیں اور گلہ کرتے ہیں کہ کچھ نہیں لکھا ۔ اس میں ان کی سادگی اور کسرِ نفسی دونوں شامل ہیں ۔ ان کی توصیف کے ساتھ گلہ کا ایک پہلو بھی ہے ۔ وہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کا احتساب نہیں کرتے ۔ باوجود برسہا برس کی مشقِ سخن کے ابھی تک انہوں نے اپنے لئے کوئی شعبہ مخصوص نہیں کیا ۔ یہ تخصیص SPECILIZATION کا دور ہے ۔ ان کے قلم کو بھی وقت کا ساتھ دینا چاہیئے ۔

مولانا عمر کی ان حدوں کو چھو رہے ہیں جہاں تھکن کا کچھ کچھ احساس شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ نہ معلوم کس آب و گل کے بنے ہیں کہ تھکنے کا نام نہیں لیتے ۔ صبح سے شام تک متحرک رہتے ہیں ۔ زمانہ بھر کے غم ان کے دل میں ہیں اور وہ ہر ایک کے مداوہ کی تلاش میں رہتے ہیں ۔ چلتے چلتے رک جاتے ہیں تو کسی ہوٹل میں چائے پی لیتے ہیں اور پھر چلنے لگتے ہیں ۔ یہ آج ہی کی بات نہیں ہے ان کا سفر مدتوں سے جاری ہے ۔ ایک عمر گذر گئی ۔ اس بنجارہ نے دیس دیس کی سیر کی ہے ۔ کوچہ کوچہ گھوما پھرا ہے ۔ مسجد کی کوٹھڑی سے جامعہ کی وسعتوں تک پہنچتے پہنچتے بال سفید ہو گئے ، لیکن عزم میں فرق نہ آیا ، حرکت میں کمی نہ ہوئی ۔ سفر جاری ہے اور جاری رہے گا ۔ ادھر چند برسوں میں دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے علم و آگہی کے ایسے خصوصی نمبر مرتب کر دیے جو تاریخی اہمیت کے حامل ہیں ۔ ان کی وجہ سے رسالہ کالج اور خود مولانا کا نام زندہ رہے گا ، لیکن تلاش جستجو ۔ تحقیق ۔ بھاگ دوڑ

> ان کی جائز و ناجائز
> اولاد معنوی کی تعداد
> کا مجھے علم نہیں ۔

کے دوران ایک دفعہ بھی اپنی مشکلات ا
پریشانیوں کا ذکر نہ کیا ۔ جانے کہاں کہاں کی خا
چھانی ، کس کس کی خوشامد کی ، کیا کیا جتن
کئے ۔ چپکے سے رسالے مرتب کئے
کروائی اور لا کر میرے سامنے ڈھیر کر دیا
آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ۔ اپنی نہ ستائش
تمنا ہی اور نہ صلہ کی پروا ۔ بس کام کرنے
کی دُھن ہے اور ایسے ہی دُھن والے
ہوتے ہیں جو کچھ کر گزرتے ہیں ۔ کیا تو انہو
نے بہت کچھ ہے ۔ کتابیں لکھیں ، مضا
لکھے ۔ رسالوں کے خاص نمبر نکالے ۔
ڈاکٹریٹ تک کر ڈالی ، لیکن ابھی وہ تاج محل
تعمیر نہیں ہوا جس کی انہیں بھی آرزو ہوگی ۔ یہ
اسی وقت ہوگا جب وہ اسی طرح کام کی دھ
میں ڈھنگ کے کام کرتے رہیں گے ۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں ۔ محمد سلیم قریشی

خوشخبری

ہم اپنے کرمفرماؤں کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہم موٹر سائیکل کاواساکی ۔ یاماہا ۔ سوزوکی اور ہنڈا کے مختلف سائز میں کیریئر مارکیٹ میں لا رہے ہیں ۔ اپنے آرڈر سے جلد مطلع فرمائیں ۔ سالہاسال سے سائیکلوں کے خوبصورت اور پائیدار سٹینڈ کیریئر پیش کرنے والے

محمد نسیم بھٹی پروپرائٹر الفرید سٹیل پروڈکٹس
پاک پتن روڈ ۔ عارف والا ساہیوال

اسلام کی مرکزیت کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوششیں افسوسناک ہیں

سیّد عبدالمجید ندیم

مری، نماز عید الفطر کے عظیم الشان اجتماع سے ہائی سکول مری کے گراؤنڈ میں خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان کے ناظم اعلیٰ علامہ سید عبدالمجید ندیم نے کہا عیدین کے قومی تہوار ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کے نقیب اور مرکزیت کا مظاہرہ ہیں۔ اس میں جمع ہو کر مسلمان جہان معبود حقیقی کے حضور اپنی اجتماعی نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں وہاں باہمی اتحاد و مودّت کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح حج کے موقعہ پر ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی اجتماعیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

سید ندیم نے اس امر پر اظہارِ افسوس کیا کہ اسلام کی اس مرکزیت کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں۔ کبھی دینیات جداگانہ، اوقاف جداگانہ کے مطالبات سامنے آجاتے ہیں تو کبھی تعزیرات و قانونِ عبادات جداگانہ کی تفرقہ انگیز آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں انہوں نے واضح الفاظ میں کہا ایسے عناصر درحقیقت ملک و ملت کے دوست نما دشمن ہیں جو فرقہ واریت کے شعلوں کو ہوا دے کر ملک کو بیرونی اور لادینی نظریات کے تنورِ ذلت میں جھونکنے کے در پے ہیں۔

انہوں نے اس روش پر بھی اظہار افسوس کیا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ مقدس جماعت حضرات صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کر کے اسلام کی رگِ حیات کاٹ رہے ہیں۔ سید ندیم نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعلیمات مصطفوی کے عملی شاہکار اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندہ جماعت ہے۔ اگر ان پر اعتماد مجروح ہو جائے تو ملی انقلاب کا پورا فارمولا منفی ثابت ہوتا ہے۔

آپ نے برصغیر میں علماء حق کی جدوجہد کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور کہا ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء اور پھر ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۸ء تک حق و صداقت کی تمام جدوجہد کا سہرا علمائے حق کے سر ہے۔ آپ نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح سے لیکر سید اسمٰعیل شہید رح، شاہ عبدالعزیز رح، محمود حسن رح محمد قاسم نانوتوی رح، سید حسین احمد مدنی رح۔ شاہ اشرف علی تھانوی رح، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رح۔ مولانا محمد یوسف بنوری رح۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مولانا مفتی محمود صاحب کی خدمات اور مجاہدانہ قربانیوں کو ملت اسلامیہ کی متاع فخر قرار دیتے ہوئے کہا یہی وہ کردار ہیں جن کے وجود سے ہر دور کا باطل لرزہ براندام رہا۔

اِجلاسِ تعزیت

مدرسہ قمر العلوم نور گامہ زہری میں ایک اجلاس میں زیر صدارت حضرت مولانا سید کرم شاہ صاحب مہتمم مدرسہ ہذا ہوا۔ تمام اراکین نے حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم اور حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب آف خضدار مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی تمام قربانیوں کو سراہا جو کہ انہوں نے اپنی حیات میں ادا کئے تھے۔

اِجلاسِ تعزیت

شاہ عالمی گیٹ لاہور میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد حسین ہزاروی منعقد ہوا جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم اور حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی بھوئی گاڑ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے دینی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ مولانا محمد حسین ہزاروی نے تعزیتی اجلاس سے اظہار خیال کرتے ہوئے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رح اور حضرت مولانا مفتی عبدالحی رح کی وفات کو عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا ممکن نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مولانا عبدالحی جو مولانا ہزاروی رح کے استاد بھی ہیں دارالعلوم دیوبند جا رہے تھے کہ لاہور آتے ہوئے ایک ویگن کے حادثہ

میں شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظیم خدمات کو قبول فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا ہزاروی نے مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ وہ خاندان شاہ ولی اللہ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نشانیوں میں تھے اور انہی کے مشن کو اجاگر کرتے رہے۔

عید الفطر کے اجتماع سے ولولہ انگیز خطاب

نظام العلماء ضلع لاڑکانہ کے روح رواں شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب حقانی نے لاڑکانہ کے قریب عاقل میں نماز عید پڑھائی حضرت مولانا حقانی نے وحدانیت ذات باری تعالیٰ کے عنوان پر مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک کی سالمیت اسی میں ہے کہ ملک پاکستان میں بلا تاخیر اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

اس مبارک اجتماع میں القدس سمیت تمام مقامات مقدسہ کی بازیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور افغانستان کے مجاہدین کے لئے بھی دعائیں مانگی گئیں۔ کثیر تعداد میں عوام نے نماز عید میں شرکت کی۔ ان کی دینی غیرت اور جوش قابل دید تھا۔ نمازیوں اوروں کے علاوہ پاکستان کے سابق مرکزی وزیر دفاع اور صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ محمد ایوب کھوڑو، کالعدم مسلم لیگ کے رہنما پاشا کھوڑو، کالعدم تحریک استقلال کے رہنما نثار احمد کھوڑو اور نظام العلماء کے ضلعی اور مقامی راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

لاڑکانہ میں عشرہ تبلیغ منایا گیا

وادیٔ مہران کی عظیم دینی اور علمی درسگاہ مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن، دوادائی روڈ، لاڑکانہ کے مہتمم اور نظام العلماء پاکستان ضلع لاڑکانہ کے سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب حقانی کی سرپرستی میں ماہ رمضان کے مبارک موقع پر لاڑکانہ شہر میں عظیم الشان عشرہ تبلیغ منایا گیا۔ عشرہ تبلیغ کے پروگراموں میں انجمن اہلسنت صوبہ سندھ کے صدر حضرت الحاج علامہ سید عبداللہ شاہ بخاری، خطیب ملت مولانا عبدالرزاق سیکھو، خطیب اسلام حافظ خادم حسین، واعظ اسلام حافظ میر محمد صاحب، عالم باعمل مولانا محمد صاحب اور طالب علم رہنما خالد محمود سومرو نے تقریریں مذکورہ پروگراموں کی عظیم الشان کامیابی اور عوام کے بے حد اصرار کے پیش نظر شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب حقانی نے نظام العلماء پاکستان کے زیر اہتمام ماہ محرم الحرام کے پہلے دس دن بھی "عشرہ تبلیغ" کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے۔

اظہار تعزیت

مدرسہ خدام الدین سلیم خاں ضلع اٹک کے ناظم اعلیٰ حافظ محمد زمرد خاں نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ و مولانا عبدالحق بھوئی گکاڑ کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہر دو عالم بزرگوں نے اسلام کی خدمت کے لئے جو جد و جہد کی ہے وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آخر میں انہوں نے دونوں بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے مدرسہ میں فاتحہ خوانی کی۔

سالانہ کانفرنس

فورٹ سنڈیمن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آٹھواں سالانہ کانفرنس منعقد ہوا جس میں مقامی علماء کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر، مرکزی مبلغین مولانا منظور احمد صاحب حجازی۔ مولانا جمال اللہ حسینی مولانا بشیر احمد صاحب اور مشہور نعت خوان احمد بخش چشتی نے مختلف پہلوؤں پر ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کیں۔

جاگیرداروں نے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے:

پاکستان قوم اوگاہی کے صدر مولانا میر محمد صاحب اوگاہی نے جمعہ کے دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحصیل کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد کے عظیم ڈکٹیٹر زمیندار سندر خان سندرانی جنہوں نے ہر غریب عوام پر خصوصاً قوم اوگاہی و بہیڑی قوم پر ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ ان قوموں کی جائیدادوں کو جبراً چھین لیا لیکن متعلقہ حکام ان کی طرف کوئی توجہ مبذول نہیں کر رہے ہیں۔

اجلاس برائے تعزیت

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت جلال پور پیر والہ کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر رشید احمد یزدانی منعقد ہوا۔ اجلاس میں عبدالرحمٰن جامی النقشبندی، حبیب الرحمٰن دین پوری، مولوی محمد صادق صاحب صدیقی۔ شیخ عبدالحق نے شرکت کی۔ اجلاس میں مولانا عبدالمنان صاحب دین پوری ہم سبق حضرت درخواستی مدظلہ العالی اور جمعیۃ طلبہ اسلام کے جنرل سیکرٹری محمد ظہیر میر کے والد صاحب اور مولانا عبدالشکور دین پوری کے چچا مولانا عبدالمنان صاحب دین پوری کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ مرحومین کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، خصوصاً مولانا عبدالشکور دین پوری، محمد قاسم، محمد طیب، مولانا عبدالسمیع صاحبان اور ظہیر میر کو صبر جمیل سے نوازے۔

موت العالم موت العالم

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت جلال پور پیروالہ کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر رشید احمد یزدانی منعقد ہوا۔ اجلاس میں ملک کے معروف عالم دین مناظر اعظم مولانا محمد حیات صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ انہوں نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مناظر اعظم مولانا محمد حیات صاحبؒ کی وفات سے اسلامی حلقوں میں بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ دعا کی کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

لیاقت آباد کراچی میں یوم حضرۃ عائشہؓ و یوم بدر کے موقع پر تقاریر

کراچی: نظام العلماء عزیز کے تحت لیاقت آباد دس نمبر میں یوم عائشہؓ اور یوم بدر کے موقع پر تقاریر کی گئیں۔ اس موقع پر نظام العلماءؒ عزیز کے امیر جناب قاری عبدالباعث نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں تمام جنگوں میں جنگ بدر ایک اہم خصوصیت کی حامل ہے۔ اس موقعہ پر مسلمانوں نے ایثار و قربانی کی جو اعلیٰ مثال قائم کی اس کے نتیجے میں مشرکین مکہ کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی ہیبت اور خوف چھا گیا۔

نظام العلماء عزیز کے امیر نے کہا کہ اس جنگ میں اللہ پاک نے مسلمانوں کو اپنی خاص نصرت سے نوازا جس کے نتیجہ میں خداوند کریم نے مسلمانوں کو ایک عظیم فتح سے ہمکنار کیا۔

نظام العلماء عزیز کے سکریٹری اطلاعات محمد احمد شاکر نے یوم وفات عائشہؓ کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت تک آنے والی تمام عورتوں پر حضرت عائشہؓ کو جو فضیلت حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں عطا کی گئی۔ آپ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی تھیں۔

جناب محمد احمد شاکر نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی خدا کو اتنی محبوب تھی کہ باقاعدہ طور پر پوری ایک سورت قرآن پاک میں آپ کی برأت میں اتاری گئی اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو کہ جمیع مسلمانوں پر آپؓ کو حاصل تھا۔ آپ نے واضح طور پر کہا کہ آج بھی جو ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرامؓ پر الزام تراشی کرتا ہے وہ مشرکین مکہ کی پیروی کرتا ہے۔ آپ نے تمام مسلمانوں پر زور دیا کہ زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی سیرت طیبہ کو اپنائیں۔

نظام العلماء عزیز کی علاقائی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین جناب قاری محمد طیب عباسی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یوم بدر کے موقعہ پر بے سروسامانی قلت تعداد کے ہوتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے ایک مسلح اور عظیم الشان لشکر کا جس بے جگری سے مقابلہ کیا وہ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہے اور قیامت تک اس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ آپ نے کہا اگر آج بھی اسی جذبہ سے کام کیا جائے تو فتح و کامرانی مسلمانوں کے قدم چوم سکتی ہے۔

بھارت میں مسلم کش فسادات کی مذمت

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت جلال پور پیروالہ کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر رشید احمد یزدانی منعقد ہوا۔ اجلاس میں عبدالرحمٰن جامی النقشبندی قاری محمد یعقوب نقشبندی، خدا بخش فاروقی، حبیب الرحمٰن قادری مولوی محمد صادق صاحب صدیقی نے ایک مشترکہ بیان میں مرادآباد۔ دہلی اور بھارت کے دیگر علاقوں میں ہونے والے مسلم کش فسادات کی مذمت کی ہے۔ مسلمانوں کے قتل کی ذمہ داری بھارتی حکومت پر عاید ہوتی ہے۔ بھارتی حکومت مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کافی انتظامات و اقدامات کرتی تو صورتحال اس حد تک خراب نہ ہوتی۔

نیز بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کے فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے عالم اسلام سے اپیل کی کہ اسرائیل کے خلاف متفقہ اقدامات کریں۔

بھارتی مسلمانوں کے تحفظ کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں

کراچی:۔ نظام العلماء کراچی ڈویژن کے امیر مولانا نورالھدیٰ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرزاق عزیز نظام العلماء عزیز کے امیر قاری عبدالباعث سیکریٹری عمران شاہ اور سیکریٹری اطلاعات محمد احمد شاکر نے بھارتی مسلم اقلیت کے بڑے پیمانے پر قتل عام اور ان کی املاک کی تباہی پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ اس قسم کے پُرتشدد واقعات بھارتی حکومت کے ایک طویل اور ظالمانہ ریکارڈ میں ایک اضافہ ہے۔ اور یہ بھارتی حکومت کے لئے شرمناک ہیں۔

نظام العلماء کے رہنماؤں نے کہا کہ حکومت پاکستان اسلامی ممالک کے بلاک کی حمایت سے اقوام متحدہ اور تیسری دنیا کے ممالک کے تعاون سے ٹھوس اقدامات کرے۔

اور صرف احتجاجی مراسلات اور بیان بازی پر اکتفاء نہ کی جائے۔

مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ قائد نظام العلماء جناب مفتی محمود مدظلہ کے اس بیان کے بعد کہ ان تمام فسادات کی ذمہ داری بھارتی حکومت پر ہے اب یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بھارتی حکومت ان فسادات میں پوری طرح ملوث ہے۔

لہٰذا بھارتی حکومت سے ہر قسم کا تجارتی لین دین ختم کر دیا جائے اور بھارتی حکومت کو دی گئی ہر قسم کی مراعات واپس لی جائیں۔ ان سے سفارتی و ثقافتی تعلقات منقطع کر دیئے جائیں اور اسی طریقے سے ٹھوس اقدامات کر کے ہم بھارتی مسلمانوں کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے بھارتی مسلمانوں کو یقین دلایا کہ پاکستان کے عوام ہر مصیبت کے وقت آپ کے ساتھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

کی معیاری مصنوعات
بنیان جالی ۔ سمر کنگ ۔ انٹرلاک
اور جراب
منفرد مقام کی حامل ہیں
ہر سائز ۔ ہر قسم ۔ ہر جگہ دستیاب ہیں۔

فضل ہوزری
جناح کالونی، فیصل آباد

ترجمانِ اسلام
میں اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیا۔
(ادارہ)

ایک عالمِ دین کا بہیمانہ قتل

راولپنڈی: جمعیۃ انصار الاسلام پاکستان کے چیئرمین انجمن تعلیم الاسلام کے جنرل سیکرٹری جامعہ مسجد البدر ۴/۷/F-1 اسلام آباد کے بیباک و نڈر خطیب قاری عبد الکریم ہجرانی نے حکومت پاکستان سے بالعموم اور گورنر صوبہ سرحد سے بالخصوص یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہزارہ ڈویژن ضلع مانسہرہ کے بٹگرام سب ڈویژن میں مدرسہ تعلیم القرآن چپاؤں کے مہتمم کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ مذکورہ تحصیل کے عوام کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہو سکے۔

دعاءِ صحت

حضرۃ مولانا استاذ العلماء مفتی حبیب اللہ فاروقی صاحب فاضل دیوبند سابق مفتی و صدر مدرس انجمن دار العلوم الشہابیہ، رنگ پورہ روڈ سیالکوٹ شہر کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ قارئین ترجمان اسلام اور خصوصاً احباب سے گذارش ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ رب العزت ان کا سایہ سلامت رکھے۔

انتقالِ پُرملال

رحیم یار خان: مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ عبد السمیع دین پوری کے والد مکرم جناب حضرت مولانا عبد المنان رح اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔ جن حضرات نے ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے ان کے صاحبزادے نے انکا شکریہ ادا کیا ہے۔

تعزیتی اجلاس:

لاہور۔ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر میں الحاج ملک اختر نظامی لاہور زون کے امیر کی زیر صدارت ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں حاجی منظور احمد، مولانا کریم بخش، شیخ عبد الحمید۔ مولانا عبد الحمید آزاد، حاجی محمد ابراہیم مولانا بدیع الزماں اور دوسرے رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں تحریک آزادی کے نامور مجاہد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سابق امیر مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حیات کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی جس میں موصوف کی وفات کو ملک و ملت کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور موصوف کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کے علاوہ موصوف کے لئے دعائے مغفرت اور قرآن خوانی کی گئی۔

حضرۃ مولانا مفتی محمود مدظلہ کے لئے دعاءِ صحت کی اپیل

کراچی: نظام العلماء کراچی غربی کے سیکرٹری اطلاعات محمد احمد شاکر نے پاکستان کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قائد نظام العلماء و نیاز اسلام کے عظیم فرزند فقہ اسلامی کے ماہر تحریک نظام مصطفیٰ کے قائد جناب مولانا مفتی محمود مدظلہ کے لئے خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ پاک انہیں شفا کلی بخشے اور صحت و تندرستی عطا کرے تاکہ حضرت مفتی صاحب پھر سے زور شور کے ساتھ اسلام کی خدمت سرانجام دے سکیں۔ واضح رہے کہ حضرت مفتی صاحب آجکل عارضہ قلب اور شوگر کے مرض میں مبتلا ہو کر ہسپتال میں داخل ہیں۔

آپ نے کہا کہ اس قحط الرجال کے دور میں حضرت مفتی صاحب کا شمار ان گنے چنے چند نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جنکا شب و روز دین الٰہی کی خدمت میں بسر ہوتا ہے اور یہ خداوند قدوس کی طرف سے ہم مسلمانوں کیلئے ایک عطیہ اور نعمت الٰہی ہیں۔

طلباء کی ڈائری — محمد ادریس

دنیا کی واحد نظریاتی مملکت جس کے نظریہ کے مطابق نظام تعلیم نہیں ہے

جمعیۃ طلبہ اسلام کے زیر اہتمام گھوٹکی میں عید ملن پارٹی سے مقررین کا اظہار خیال

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان طلبہ کی بڑی ملک گیر تنظیموں میں سے ایک ہے۔ یوں تو ۱۹۵۶ء میں سندھ کے تاریخی شہر سکارپور میں مولانا غلام قادر بھوار، مولانا غلام رسول اور سید عبدالغفور شاہ کی سرکردگی میں تنظیم کا قیام عمل میں آیا، لیکن ملکی سطح پر جمعیۃ طلبہ اسلام کی تنظیم کا قیام اکتوبر ۱۹۷۰ء میں مولانا عبید اللہ سندھی کی قائم کی ہوئی جمعیۃ الانصار کے طرز پر لاہور میں عمل میں آیا۔ چند نوجوان اور فکر شاہ ولی اللہ سے منسلک ممتاز علماء دین مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد اجمل خان، مولانا سعید احمد رائپوری نے جماعت کا ابتدائی خاکہ تیار کیا۔ تنظیم کی بنیاد فکر شاہ ولی اللہ کی روشنی میں علماء حق کی زیر سرپرستی اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد رکھی گئی۔ تنظیم میں سکولز کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کے ساتھ مدارس عربیہ کے طلبہ کو شامل کیا گیا اور یوں جمعیۃ طلبہ اسلام ملک کی واحد تنظیم ہے جو قدیم علوم کے طلبہ کی نمائندگی بھی کرنے لگی۔ تھوڑے سے ہی عرصے میں یہ طلبہ کی ملک گیر تنظیم بن گئی اور ۱۹۷۲ء تک پورے ملک میں اس کی چار سو شاخیں قائم ہوگئیں۔

گذشتہ دنوں تنظیم کی سکھر ڈویژن برانچ کے زیر اہتمام گھوٹکی میں عید ملن پارٹی کا انعقاد ہوا جس میں مجھے بھی شرکت کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس موقعہ پر پارٹی پروگرام پر تقریریں بھی ہوئیں۔ پالیسی کا ذکر بھی ہوا اور آخر میں تنظیم کے ایک سرکردہ رہنما سے ترجمان اسلام کے لئے گفتگو بھی ہوئی۔

عید ملن پارٹی کے لئے شائع شدہ اشتہار نے انتظامیہ کو چوکنا کر دیا تھا۔ نیز سندھ کے طالب علم رہنما نذیر عباسی کی موت کی وجہ سے انتظامیہ نے سختی اختیار کر رکھی تھی۔ ایک روز پہلے تک پروگرام کا انعقاد غیر یقینی بنایا گیا تھا۔ بعد میں تنظیم کے مقامی سرپرست اور شہر کے معزز پیر خلیل اللہ شاہ صاحب کی مداخلت سے پروگرام کا بہرحال انعقاد ہوگیا۔

پروگرام کی پہلی نشست گیارہ بجے شروع ہوئی۔ اضلاعی نمائندوں نے تین سو سے زائد کارکنوں کو رپورٹیں سنائیں اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان تقاریر میں عمومی طور پر موجودہ نظام تعلیم پر تنقید شامل تھی — پاکستان کے تمام حاکموں کی اسلام دشمنی پر شک نمایاں تھا اور آئندہ کے لئے اپنے عزائم کا اظہار تھا۔ سکھر کے کارکن حافظ محی الدین طاہر نے تقریر میں کہا کہ قوموں کی تعمیر کا انحصار نظام تعلیم پر ہے۔ جب تک ملک و قوم کا اساسی نظریہ نظام تعلیم میں اجاگر نہ ہو اسوقت تک ملک و قوم کی بقا اور سالمیت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

انجینئرنگ کالج نواب شاہ کے عبدالمجید باجکانی نے کہا کہ گو موجودہ نظام تعلیم میں یہ واضح طور پر موجود نہیں ہے کہ لادین بن جاؤ اور خدا کے نظام کی بغاوت کرو، لیکن ایک طالب علم موجودہ نظام تعلیم میں جب قانون کی کتاب پڑھتا ہے تو اس میں وہ یہ نہیں پاتا کہ خالق کونین نے اپنی کائنات کے لئے کون سے اصول و ضوابط وضع کئے ہیں۔ ایک تاریخ کا طالب علم اپنی کتابوں میں قوموں کی تقدیر کا بگڑنا اور سنورنا خود انسانوں کے ہاتھوں دیکھتا ہے۔ سائنس کا ایک طالب علم اپنی کتابوں میں کائنات کو صرف مادیات کا مرکب پاتا ہے۔ اب یہ کتابیں پڑھنے والے کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ خدا کا انکار کرے بلکہ خود بخود اس کے ذہن کی برین واشنگ ہوتی رہتی ہے اور اس کی انتہا لادینیت ہوتی ہے۔

جیکب آباد ضلع کے سابق صدر غلام علی قریشی نے کہا کہ فرنگی سامراج کا ترتیب دیا ہوا موجودہ نظام تعلیم نوجوانوں کی ذہنی اور فکری اصلاح کے لئے ناقص ہے۔ اس کے علاوہ یہ موجودہ دور کے سائنسی اور فنی تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۳۲ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی گورے انگریز کا نظام تعلیم یکسر تبدیل نہیں کیا گیا اور کالے انگریز اب تک اسے چلاتے آرہے ہیں۔ چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ کے عبدالغنی انصاری نے کہا کہ پاکستان دنیا کی واحد نظریاتی مملکت ہے جہاں اس کے نظریہ کے مطابق نظام تعلیم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں پر حکمران اپنے اقتدار کو طول دینے کے حربے کو استعمال کرنے کے علاوہ قومی تعمیر کا کوئی قابل قدر کام سرانجام نہ دے سکا۔ ملک دو ٹکڑے